معلوم مصوروں کے مو قلم کا نتیجہ ہے جن کے نام تلسی اور تریا ہیں - پائین تصویر کی یادداشت کے مطابق اس میں بیرم خاں کے قتل کا منظر نہایت گنجان تفصیلات کے ساتھ پیش کیاگیا ہے جس سے مصوروں کی مغلیہ فن تصویر کشی پر ماہرانہ دسترس بخوبی ظاہر ہے - تفصیلات تین درجوں پر توازن کے ساتھ منقسم ہیں یعنی پیش منظر، وسطی منظر اور پس منظر - ان تفصیلات سے پٹن (بڑودہ) کی ایک جھیل کے کنارے، افغانوں کے ہاتھوں بیرم کے قتل کی بھرپور تصویر کشی ہو جاتی ہے - پس منظر میں دو عمارتیں اور دو خیمے دکھائے گئے ہیں، جن کے نزدیک شمشیر زن گتھم گتھا ہیں اور تیر انداز تیراندازی میں مصروف - وسطی منظر میں شہسوار بھرے ہوئے ہیں اور تیغ زنی کے جوہر دکھا رہے ہیں - پیش منظر میں بیرم کی لاش پڑی ہے - اس کی ریش سفید و سیاہ ہے اور تن پر نیمہ آستین کی قبا- بالکل نزدیک ہی ایک سائبان والی کشتی ہے جس میں مسلح افغانوں کی یلغار سے بیرم کے وفاداروں میں سراسیمگی پھیلی ہوئی ہے- یہ تصویر وکٹوریا البرٹ میوزیم لندن میں موجود، اکبر نامے کے ایک مصور قلمی نسخے سے لی گئی ہے -

۲- حافظ محمود شیرانی اور ان کی علمی و ادبی خدمات: جلد اول

مصنف: ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی

ناشر: مجلس ترقی ادب، لاہور

ضخامت: ۵۷۰ صفحات

مبصر: نجم الاسلام

جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے ۔ فاضل مصنف کے پیش نظر حافظ محمود شیرانی کی علمی و ادبی خدمات کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنا ہے، شاید اگلی جلد یا جلدوں میں حافظ مرحوم کی شاعری بھی زیر بحث آئے - ابھی اس کی صرف پہلی جلد طبع ہو کر سامنے آئی ہے جو مرحوم کی خدمات کے صرف ایک مگر روشن ترین پہلو، یعنی تحقیقی خدمات سے بحث کرتی ہے -

گوکہ اس پہلی جلد کے باب اول میں سوانحی پہلو پر بھی کثیر معلومات پیش کی گئی ہیں (ص ۱ تا ۱۶۸) لیکن اس کا مواد بنیادی طور پر محمود شیرانی کی تحقیقی خدمات اور تحقیقی طریق کار ہی سے متعلق ہے اور باقی ماندہ ۴۰۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے - فی الحقیقت یہ جلد جس مقصد سے لکھی گئی ہے، اس میں پورے طور پر کامیاب نظر آتی ہے -

اس کامیابی کے دو بڑے اسباب ہیں، ایک تو یہ کہ مصنف حافظ محمود شیرانی کے پوتے اور ان کی علمی میراث (مسودات اور کاغذات) کے وارث اور امین ہیں، دوسرے یہ کہ خود فارسی ادب کے استاد ہیں اور علمی تربیت بھی فارسی زبان و ادب کے اسی میدان میں پائی ہے جو محمود

شیرانی کا خاص میدان تھا - شیرانی کے سوانحی پہلو پر جیسی جزئیات و تفصیلات کا علم انھیں ہو سکتا تھا ، دوسروں کو کیا ہو گا ؟ پھر یہ کہ مطبوعہ وغیر مطبوعہ مآخذ تک پہنچنے میں بھی حتی الامکان کسر نہیں اٹھا رکھی ہے - چنانچہ صرف باب اول بعنوان "سوانح و سیرت" کے حواشی ۷۳ صفحات میں آئے ہیں - ان حواشی میں توضیحی یاد داشتوں کے علاوہ مصادر و منابع کے بکثرت حوالے بھی ہیں - اسی پر دیگر ابواب کے حواشی کو قیاس کر لیجیے جو ہر باب کے آخر میں شامل ہیں -

اب دیگر ابواب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جن میں تحقیقی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے -

باب دوم "شیرانی بطور ماہر لسانیات" کے عنوان سے ہے - اس میں اول جدید لسانیات اور اس کی مبادیات اور تاریخ سے متعلق چند تصریحات ہیں ، پھر برصغیر کے حوالے سے جدید لسانی تحقیق کا اجمالی جائزہ ہے - اس کے بعد شیرانی کی "پنجاب میں اردو" کی پر زور مدافعت ہے ، اور ناقدین کا رد بھی مگر اس قسم کے گرم فقروں کے ساتھ جو نہ ہوتے تو اچھا تھا- ایسے فقرے اکثر تحقیق کو وکالت کی حدود میں لے آتے ہیں - پھر یہاں تو معاملہ پہلے ہی نازک ہے کہ ایک پوتے نے دادا پر تحقیق کی ہے - جامعاتی تحقیق کی تاریخ میں ایسا پہلے کب ہوا ہے ؟

تیسرے باب کا عنوان "شیرانی کا تحقیقی طریق کار" ہے - اس میں اول اردو میں تحقیق کی روایت کو زیر بحث لایا گیا ہے - پھر شیرانی کے طریق تحقیق اور اصول تحقیق کی بحثیں ہیں - اصول تحقیق کی بحث میں جسے اصولاً طریق تحقیق سے پہلے آنا چاہیے تھا ، فاضل مصنف نے صراحت کی ہے کہ شیرانی صاحب نے تحقیقی نظریات کے موضوع پر کوئی کتاب نہیں چھوڑی مگر ان کے کام میں اطلاق شدہ تحقیقی ضابطوں پر مبنی ایک رہنما کتاب تیار کی جا سکتی ہے - پھر تلاش و تفحص سے کام لے کر کم و بیش پچاس ایسے ضوابط کی نشان دہی کی ہے جو شیرانی کے کام سے ماخوذ ہیں - یہاں شیرانی کی اپنی اس تحریر کو بھی علیٰ حالہ جگہ ملنی چاہیے تھی جس میں انھوں نے خود تحقیقی اصولوں کی نشان دہی کی ہے- یہ تحریر یوسف وزلیخاے فردوسی والے مقالے (مطبوعہ ۱۹۲۲ء) میں آتی ہے اس میں شہادت کلام سے متعلق چند مضبوط اصول بیان کیے ہیں جن کو زبان کی نبض شناسی ، اسالیب ایامی ، اسالیب مقامی اور اسالیب خصوصی کا نام دیا ہے- (اس تحریر کو "تحقیق" کے شمارہ ۳ میں نقل کیا جا چکا ہے-)

چوتھے باب میں شیرانی کے تحقیقی کارناموں کا احاطہ کیا گیا ہے - اس میں قدیم اردو ، تنقید آب حیات و دیوان ذوق اور فارسی زبان و ادب کی تاریخ سے متعلق شیرانی کا جملہ تحقیقی کام آ گیا ہے- فارسی زبان و ادب کی تاریخ پر شیرانی نے جو وقیع اور وسیع تحقیقی کام چھوڑا ہے -اسے

مصنف نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ، ایران میں فارسی زبان و ادب کی تاریخ سے متعلق کام اور برعظیم (برصغیر) میں فارسی زبان و ادب سے متعلق کام- پہلے حصے میں فارسی شاعری کی قدامت ، تنقید شعر العجم اور فردوسی اور اس کا شاہنامہ زیر بحث آیا ہے - دوسرے حصے میں ہندوستان میں مغلوں سے قبل کا فارسی ادب - ان مباحث میں شیرانی کی تحقیقات اور طریق تحقیق پر عمدگی کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے -

پانچویں باب میں ، جو کتاب کی جلد اول کا آخری باب ہے " شیرانی اور تدوین متن " کے تحت ، اول طرز املا اور تاریخ خط سے واقفیت ، لسانی اختلافات اور تغیرات سے آگاہی ، کاغذ ، روشنائی کا علم ، فنون شعر پر عبور اور روح عصر سے مزاولت کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے - پھر برصغیر میں تدوین کے آغاز کا عنوان آتا ہے ، مگر شروعات گزشتہ صدی کے تدوینی کام سے کی ہے حالانکہ برصغیر میں تدوینی کام کی تاریخ صدیوں کو محیط ہے اور اس میں عہد شاہجہانی کے ملا عبداللطیف گجراتی کی سی روشن مثالیں آتی ہیں جس کی مدون کردہ حدیقہ سنائی اور ردی کی مثنوی اس کی محنتوں اور ذوق سلیم کی اعلیٰ ترین یاد گار ہیں - بہرکیف ، تسلیم کیے لیتے ہیں کہ برصغیر میں تدوین کے آغاز سے مصنف کی مراد برصغیر میں جدید انداز کی تدوین کے آغاز سے ہے - پھر شیرانی کے بعد کی ان جدید العہد کتابوں اور مقالوں کی مدد سے جن کا حوالہ حواشی میں موجود ہے (اصول تحقیق و ترتیب متن تنویر علوی ، ادبی تحقیق رشید حسن خاں ، متنی تنقید خلیق انجم تحقیق و تصیح متن کے مسائل مقالہ ڈاکٹر نذیر احمد ، اردو تحقیق پر ایک نظر مقالہ ڈاکٹر گیان چند جین) تدوین متن کے مختلف شعبوں کے عنوانات (تہیہ متین ، تالیف متن ، تنقید متن ، تحقیق متن ، تاریخ متن ، تصیح متن ، ترتیب متن ، تحشیہ متن ، تعلیقات متن ، مقدمۂ متن) سے متعلق توضیحات مجموعاً اور ملخصاً پیش کی ہیں - شیرانی کے زمانے میں فرائض متن کی ده گانہ تقسیم نہ ہو گی ، مگر وہ طبع مستقیم اور ذوق سلیم کے مالک تھے اور کار آگاہ ، فاضل مصنف نے بخوبی دکھایا ہے کہ ان سب شعبہ جات تدوین کا حق شیرانی نے اپنی مدون کردہ کتابوں مجموعہ نغز اور خالق باری میں کس طور پر ادا کیا ہے - اس ذیل میں خالق باری کے ناقدین کا پھر اسی انداز میں انھی گرم فقروں کے ساتھ رد کیا ہے جو "پنجاب میں اردو " کے ذیل میں اختیار کیا تھا - حقیقت یہ ہے کہ شیرانی ، کار تدوین کو بحسن و خوبی انجام دینے اور اسے اعلیٰ ترین درجے پر پہنچانے کی جو کسبی اور وہبی صلاحیتیں رکھتے تھے وہ ان دونوں کاموں میں پورے پورے طور پر ظاہر نہیں ہو پائیں کیونکہ جو کتابیں تدوین کے لیے منتخب کیں ان میں شیرانی کی اعلیٰ صلاحیتوں کے اظہار کی گنجائش ہی کم تھی نہ جانے یہ ان کا فیصلہ تھا یا کسی کی فرمائش- ؟خالق باری کی قدامت اور اصلیت و انتساب کا رد تو وہ خود کر چکے تھے - ان کے معاصر فضلا میں ڈاکٹر مولوی محمد شفیع